اٹھائے گا۔ بلکہ اُسے علماء کی موت کے ذریعہ اُٹھالے گا۔ یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنالیں گے اور ان سے مسائل دریافت کئے جائیں گے۔ تو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے۔ اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔[۳۷]

علم دین کی سب سے بڑی آفت یہی ہے کہ جب لوگ اس کی تحصیل سے غافل ہوجائیں تو یہ علم بتدریج کم ہوکر ختم ہوجائے گا۔ پھر جاہلوں کی سرداری کے باعث لوگ گمراہ ہوں گے۔ لہٰذا گمراہی اور تباہی سے بچنے کے لئے علم دین کی ترویج و اشاعت ضروری ہے۔

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیش گوئی کے مطابق ایک ایسا دور بھی آنے والا ہے جس میں عالموں کی قلت اور واعظوں کی کثرت ہوجائے گی۔

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایک ایسے دور میں ہو کہ اس میں علماء (صحیح علم رکھنے والوں) کی تعداد زیادہ ہے اور خطیبوں (سطحی علم رکھنے والوں) کی تعداد کم ہے۔ تو ایسے (مُبارک) دور میں جس نے اپنے علم کے دسویں حصے کو اگر چھوڑ دیا تو وہ ہلاک ہوگیا۔ مگر ایک زمانہ ایسا بھی آنے والا ہے کہ اس میں علماء کم ہوں گے اور خطیبوں (یا وعظ گو لوگوں) کی کثرت ہوجائے گی۔ تو ایسے (نامبارک) دور میں جس نے اپنے علم کے دسویں حصے کو بھی تھام لیا وہ نجات پاگیا۔[۳۸]

۶۔ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ میراث کا علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ میں تو رخصت ہونے والا ہوں۔ علم اُٹھالیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے۔ پھر حالت یہ ہو جائے گی کہ دو افراد کسی فریضے کے بارے میں اختلاف کر بیٹھیں گے اور ان کے درمیان فیصلہ کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔[۳۹]

اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ علم کسی دور میں اس قدر اجنبی بن جائے گا کہ لوگوں میں

---

۳۷ بخاری ۱/۳۴، مسلم ۴/۲۰۵۸، ترمذی ۵/۳۱، ابن ماجہ ۱/۲۰، دارمی ۱/۷۷

۳۸ مُسند احمد ۵/۱۵۵ مطبوعہ بیروت

۳۹ سُنن دارمی ۱/۷۲

قوت فیصلہ کی صلاحیت ہی نہیں رہے گی۔ اور باہمی نزاع اور علمی و اختلافی مسائل میں فیصلہ کرنے والوں کا قحط ہو جائے گا۔ یہ ساری علامتیں موجودہ دور میں پوری طرح رونما ہو چکی ہیں۔ علم دین ختم ہو رہا ہے اور لوگ صحیح مسائل کی تحقیق کے لئے علماء کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ مگر ہر طرف ایک حیرانی و پریشانی کا سا عالم ہے۔ لوگوں کو اُن کے مسائل کے جواب نہیں مل رہے ہیں۔

۷ - ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ جس میں حق اور باطل کے درمیان التباس پیدا ہو جائے گا۔ اور اُس دور میں معروف منکر بن جائے گا اور منکر معروف بنے گا۔[۴۰]

یعنی خیر شر کا درجہ حاصل کرے گا اور شر خیر سمجھ کر کیا جائے گا۔ گویا کہ حق و باطل، نیکی و بدی اور اچھائی و برائی کے پیمانے بالکل بدل کر رہ جائیں گے۔ جیسا کہ یہ حالت آج ہمارے معاشرے میں معاشرتی، تمدنی اور سیاسی نقطۂ نظر سے پورے عروج پر نظر آرہی ہے۔ اس دور میں ساری اخلاقی برائیاں خوبیاں بن کر رہ گئی ہیں اور اخلاقی خوبیوں نے برائیوں کا مقام حاصل کر لیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ آج ہر قسم کی اخلاقی برائی ایک آرٹ اور فیشن کا روپ دھار چکی ہے۔

۸ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اپنی اُمت سے تین باتوں کا خدشہ ہے (۱) اُن کے لئے مال کی زیادتی ہو جائے گی تو وہ ایک دوسرے سے حسد کرنے اور باہم ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں گے۔ (۲) اللہ کی کتاب کھولی جائے گی اور مسلمان اُس کی (متشابہات) کی تاویل میں لگ جائے گا، حالانکہ اس کی صحیح تاویل سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ (۳) اور وہ اپنے درمیان کسی (صحیح) عالم کو دیکھیں گے تو اُسے ضائع کر دیں گے اور اُس کے (ضائع ہونے کی) کوئی پرواہ نہیں کریں گے۔[۴۱]

یہ تینوں باتیں موجودہ دور میں ظاہر ہو چکی ہیں۔ آخری حقیقت کے ذریعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم صحیح کی ناقدری کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ آج ہماری ملت سے علم کے بارے میں احساس زیاں تک رخصت ہو چکا ہے اور بے حسی عام ہو گئی ہے۔ صحیح عالم کی کوئی بھی قدر نہیں کرتا۔ مگر وعظ گو اور باتونی لوگوں کی خوب بن آتی ہے۔ جو شخص جتنا زیادہ

---

[۴۰] دارمی ۱/۱۶۳

[۴۱] ابن جریر و طبرانی، منقول از کنز العمال ۱۰/۱۱۳

چرب زبان ہوتا ہے اُسے اتنا ہی بڑا عالم تصور کر لیا جاتا ہے۔

۹۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب فتنے ظاہر ہو جائیں اور اس اُمت کے اگلے لوگ پچھلے لوگوں پر لعنت کرنے لگ جائیں تو اُس وقت جس کے پاس جو بھی علم ہو وہ اُسے نشر کرے۔ اُس وقت علم کو چھپانے والا محمد (صلعم) پر نازل شدہ اللہ کے پیغام کو چھپانے والے کی طرح ہوگا۔[۴۲]

۱۰۔ جس نے احیائے اسلام کے لئے کوئی (خصوصی) علم حاصل کیا تو جنت میں اُس کے اور انبیاء کے درمیان صرف ایک درجے کا فرق ہوگا۔[۴۳]

ان دو حدیثوں سے علم کے مقام و مرتبہ پر روشنی پڑتی ہے اور خاص کر باطل علوم اور باطل فلسفوں کے مقابلے کے لئے علم صحیح کی تحصیل اور اُس کی نشر و اشاعت کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ اس موقع پر فتنوں سے غلط افکار و نظریات، مادی فلسفے اور اُن کی فتنہ انگیزیاں وغیرہ سب کچھ مراد ہو سکتے ہیں، جن کے خلاف سینہ سپر ہو کر علمی و استدلالی میدان میں ان کا مقابلہ کر کے ان فتنوں کا استیصال کرنا ایک "انبیائی عمل" ہونے کے ناطے ایک عظیم ترین جہاد ہے۔ اور یہ جہاد انبیائے کرام کے صحیح اور سچے جانشین ہی انجام دے سکتے ہیں۔ علم کا احیاء اصل میں دین کا احیاء ہے۔ اور دین کا احیاء ظاہر ہے انبیائے کرام کے مشن کی تکمیل ہے۔ اس اعتبار سے وہ تمام اہلِ علم جہاد میں مشغول ہیں جو احیائے علم اور احیائے دین کی جد و جہد میں مصروف ہیں۔

الغرض ان تمام احادیث و آثار سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ موجودہ دور علمی انحطاط اور فتنوں کے ظہور کا دور ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ آج علمی زوال و انحطاط کی وجہ سے کھرے اور کھوٹے میں تمیز کرنا ہی مشکل ہو گیا ہے۔ اور عوام الناس اپنی روزمرہ کی زندگی میں خیر و شر کے درمیان فرق و امتیاز کرنے سے عاجز نظر آ رہے ہیں۔ اور بہت سے ایسے نئے مسائل پیدا ہو گئے ہیں جن کا تسلی بخش شرعی جواب نہیں مل پا رہا ہے۔ ہر طرف طرح طرح کے تہذیبی، معاشرتی اور تمدنی فتنے سر گرم ہو کر اہلِ ایمان پر حملہ آور ہو چکے ہیں اور اُن سے اُن کا ایمان جیسی قیمتی شے چھینتے جا رہے ہیں۔ لہٰذا

---

[۴۲] کنز العمال ۱۰/۱۲۵

[۴۳] ایضاً ۱۰/۹۱